پنجاب : مڈل کلاس بہ مقابلہ مڈل کلاس

مستقبل

فرخ سہیل گوئندی

05-08-2013

2008ء کے انتخابات سے قبل محترمہ بے نظیر بھٹو، پاکستان آئیں اور انہوں نے دہشت گردی کی شدت کے باوجود بھرپور عوامی رابطے کیے۔ پی پی پی کا خاصا تھا کہ وہ عوامی رابطے پر یقین رکھتی ہے جس سے ان کا پسماندہ ترین ووٹر متحرک رہتا ہے۔ پی پی پی، پاکستان کی سب سے بڑا تنظیمی ڈھانچا رکھنے والی جماعت ہے اور جب وہ اپنی پارٹی تنظیم کے ذریعے عوامی رابطہ کرتی ہے تو اس طرح اس کی اعلیٰ قیادت کی اپنے ووٹرز تک رسائی ہو جاتی ہے۔ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے پارٹی کے اس میکنزم سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور 27 دسمبر 2007ء اپنی شہادت کے دن تک وہ اسی عوامی رابطہ مہم میں مصروف رہیں۔ سیاست اور اقتصادی معاملات اب پی پی پی بھی اقتدار کے تناظر میں رہ کر کرنے لگی، یعنی جماعت کی ڈرائیونگ سیٹ پر جاگیردار اور نودولتی کلاس براجمان تھی، جبکہ پی پی پی اور مسلم لیگ (ن) اقتدار حاصل کرنے کی دوڑ میں میثاقِ جمہوریت کے نام پر ایک معاہدے پر پہنچ چکی تھیں۔ مسلم لیگ (ن) نے دیگر سیاسی جماعتوں سے اتحاد بنایا اور پہلے انتخابات کا بائیکاٹ کر دیا۔ حالات کا جذباتی تجزیہ کرتے ہوئے پاکستان تحریک انصاف، جماعت اسلامی سمیت متعدد جماعتوں نے انتخابات کا بائیکاٹ کر دیا، جس کا فائدہ ہر لحاظ سے مسلم لیگ (ن) کو ہوا۔ لیکن ان انتخابات میں پی پی پی، مسلم لیگ (ن) اور مسلم لیگ (ق) سمیت تمام جماعتوں کی انتخابی سیاست کے عنوانات میں کوئی خاص فرق نہیں رہا تھا۔ سب جماعتوں کی قیادت کا طبقاتی پس منظر یکساں اور سیاست اور نظریات میں ''ہم آہنگی'' پائی جاتی تھی۔ کسی ایک جماعت نے بھی ان انتخابات میں جاگیرداری، عالمی سرمایہ داری، گلوبلائزیشن اور عالمی مالیاتی اداروں کی اجارہ داریوں سے نکلنے کا اعلان یا وعدہ نہ کیا اور تمام جماعتوں میں انتخابی ٹکٹوں کی تقسیم، دولت، خاندان، ذات برادری اور مذہبی فرقہ کو مدنظر رکھ کر کی گئی۔ عوامی سیاست کے رنگ کے لیے عدلیہ کی بحالی کا نعرہ ہی عوام کے لیے کافی تھا اور عدلیہ کی بحالی کی لالی پاپ فراہم کرکے اسے عوامی سیاست کا تڑکا لگایا گیا۔

2008ء کے انتخابات اور ان کے نتائج نے یہ ثابت کیا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حاصل کردہ سیٹیں شہری طبقات کی بجائے دیہی علاقوں سے تھیں اور ان دیہی حلقوں سے پی پی پی کے کامیاب امیدواروں کا تعلق، زمیندار اور جاگیردار اور روایتی سیاست کرنے والوں میں سے تھا، جب کہ مسلم لیگ (ن) کے پلیٹ فارم سے زیادہ تر کامیاب امیدواروں کا تعلق شہری حلقوں سے تھا اور ان کا طبقاتی پس منظر مرکنٹائل اور چھوٹی صنعتی کلاس تھی۔ پانچ سالہ منتخب دورِ حکومت میں ان ابھرتے زمینی حقائق کو مزید تقویت ملی اور پچھلے پندرہ برسوں میں پنجاب کے شہری مراکز میں ابھرتی ایک نئی مڈل کلاس نے سماجی طور پر سر اٹھانا شروع کر دیا۔ اس مڈل کلاس نے عالمی سرمایہ کاری کے کارپوریٹ کلچر کے بطن سے جنم لیا اور ان معاشی ریفارمز کے نتیجے میں سماجی طاقت پکڑنے لگی۔ یہ ان معاشی اقدامات اور 9/11 کے بعد پاکستان میں سرمائے کی آمد کے سبب ابھری جس کے بل پر جنرل پرویز مشرف یہ اعلان کرتے رہے کہ ہم نے پاکستان کو معاشی استحکام دیا ہے۔ معاشرے میں یقیناً ایک نئی مڈل کلاس نے سر اٹھایا جو پچھلی مڈل کلاس جو مسلم لیگ (ن) کے پلیٹ فارم پر اکٹھی ہوئی ہے، سے مختلف تھی۔ کارپوریٹ کلچر اور اس کے مقامی حصہ دار سرمایہ کاروں کی کوکھ سے جنم لینے والی نئی پنجابی مڈل کلاس، پنجاب کی

مرکنٹائل کلاس کے مقابلے میں کچھ قدم آگے جدیدیت کی دعوے دار مڈل کلاس ہے جس نے سماج کے نہایت اربن سینٹرز کو بھی اپنی طرف مائل کیا اور یہ مڈل کلاس وکلاء تحریک میں بھی نظر آئی۔ ایک منفرد اور تازہ مڈل کلاس، جس میں ابھرتی نوجوان نسل کا کردار قائدانہ بن کر ابھرا جس کے نزدیک ''سیاست ایک گندا کھیل ہے'' اور ''تمام سیاست دان کرپٹ'' ہیں، جس کے نزدیک پاکستان کا اوّل و آخر مسئلہ کرپشن ہے، جو یہ سمجھتے ہیں کہ سیاست دان کرپٹ ہوتے ہیں اور پاکستان کو ایک مسیحا کی ضرورت ہے، جو سیاسی فلسفے سے عاری اور نظریاتی بحثوں کو غیر اہم سمجھتے ہیں۔ یہ نئی پنجابی مڈل کلاس صوبے میں دولت کی ریل پیل سے مستفید ہونے والی کلاس ہے، جس نے اپنا اتحادی نچلے یا محروم طبقات کو بنانے کی بجائے اپر مڈل کلاس کے ساتھ اتحاد کر کے "Change" کا نعرہ لگایا اور پھر انہیں ایک مسیحا بھی مل گیا، جو کرپٹ سیاست دانوں سے نجات دلانے کا دعوے دار اور کرپشن کا خاتمہ کرنے والا کرشمہ ساز ہے۔

پچھلے پندرہ برسوں میں پنجاب کے شہروں میں دولت کا ارتکاز ہوا جب کہ زرعی آبادیوں میں غربت مزید پھیلی اور غربت کی Ruthlessness میں بھی اضافہ ہوا۔ تمام سیاسی جماعتوں نے غربت کے ان سمندروں کی نشاندہی کی بجائے شہروں میں ترقی کے جزیروں پر کامیابیوں کے دعوے کیے اور انہی جزیروں میں اس نئی مڈل کلاس نے ہراول قیادت کرنے کا فیصلہ کیا، کرپشن کے خلاف، کرپٹ سیاست دانوں کے خلاف اور Change کے لیے۔ مجال ہے کہ اس Change کی کوئی تعریف کی جاتی کہ وہ جاگیرداری اور بے زمین کسانوں کے لیے کیا چاہتے ہیں کہ ان کا منصوبہ سیاست میں فرسودہ کلونیل ڈھانچے کو ڈھا کر کیسا سماجی اور ریاستی ڈھانچے تشکیل کرنا ہے۔ اُن کے لیے تو بس اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ ہم Change چاہتے ہیں! اس نئی مڈل کلاس کو ایک ایسا مسیحا مل گیا جو ماضی میں کھیل کے میدان میں معجزے کرتا تھا اور یہ کہ اب وہ سیاست میں معجزے کرے گا۔ ایک تفصیلی تجزیے اور تفصیلی سماجی وسیاسی منشور کے بغیر اعلانِ انقلاب! اس کھلاڑی ہیرو عمران خان کے حصے میں درحقیقت وہ مڈل کلاس آئی جو جنرل مشرف کی عالمی سرمایہ داری اتحاد کے نتیجے میں ابھری، ایک ایسی مڈل کلاس جو کہ Anti-Politics ہے۔ ان کے لیے دو نعرے ہی منشور ہیں، ''کرپشن کا خاتمہ'' اور ''لوٹی ہوئی دولت کی واپسی''۔ ان کے نزدیک سماج میں ہر پل اربوں روپے کی کرپشن کی کوئی اہمیت ہی نہیں جو کسان اور محنت کش کی اجرت اور اس کو مساویانہ سماجی حقوق دیئے بغیر جاری ہے۔ جب کہ ہمارا سارا سماجی ڈھانچا ہی عدم مساوات پر قائم ہے اور ریاست اور سیاست پر اشرافیہ کا قبضہ ہے جس سے نجات کے بغیر ایک حقیقی فلاحی ریاست کا قیام ناممکن ہے۔ اس کو ڈھائے بغیر Change نہیں آسکتا۔ پاکستان تحریک انصاف اسی نئی مڈل کلاس کا پلیٹ فارم ہے اور دلچسپ تضاد یہ ہے کہ اس مسیحا، عمران خان نے بھی جلد ہی ان لوگوں کو بھی اپنی جماعت کے سٹیئرنگ پر بٹھا دیا جو اقتدار کی طرف ڈرائیونگ کا فن جانتے ہیں اور یوں یہ کارپوریٹ کلچر کی ہیت رکھنے والی ایک نئی مڈل کلاس، ماضی میں ابھرنے اور سیاسی قیادت کرنے والی مرکنٹائل کلاس کے سامنے آکھڑی ہوئی جو کہ مسلم لیگ (ن) کے پلیٹ فارم پر برسرِ پیکار ہے۔ اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ اس نئی مڈل کلاس کا پنجاب میں اُس مڈل کلاس سے تصادم نظر آرہا ہے جو مسلم لیگ (ن) کے پلیٹ فارم پر سیاست اور اقتدار کے مزے چکھ چکی ہے۔ حالیہ انتخابات میں پنجاب میں ابھرنے والی یہ نئی مڈل کلاس، مرکنٹائل پالیٹیکس کو چیلنج کر رہی ہے، جب کہ پی پی پی پنجاب کے دیہی علاقوں میں اپنی بقا کی جنگ لڑ رہی ہے۔ اس لیے اس نے پنجاب کے زمینداروں کی جماعت مسلم لیگ (ق) کے ساتھ اپنا سماجی اتحاد قائم کیا ہے۔ ستم ظریفی دیکھئے کہ وہ جماعت (پی پی پی) جو پنجاب کے اربن سینٹرز کے دانشوروں کے حقیقی جماعت تھی اور جس کو پنجاب کے دیہی علاقوں کے کسانوں نے سپورٹ کر کے یہاں کے شہر کے سرمایہ داروں اور دیہی جاگیرداروں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا تھا، اس کے موجودہ قائدین اپنے مدمقابل (مسلم لیگ ن) کو طعنے کے طور پر جی ٹی روڈ کی جماعت قرار دیتے ہیں۔ یہ ایک عالمی حقیقت ہے کہ کامیاب سیاسی تحریکیں شہروں سے اٹھتی ہیں اور دیہی آبادی کے محکوم طبقات اس کی زیر قیادت اتحاد بنا کر تبدیلی نظام کرتے ہیں، لیکن پی پی پی کی موجودہ قیادت جس بنیاد پر مسلم لیگ (ن) کو جی ٹی روڈ کا طعنہ دیتی ہے، وہ درحقیقت اپنی شکست پر خوشی منانے کے سوا کچھ نہیں۔

11 مئی 2013ء کے آئندہ انتخابات میں، دیہی قیادت پی پی پی اور مسلم لیگ (ق)، شہری قیادت مسلم لیگ (ن) اور شہروں کی نئی مڈل کلاس پاکستان تحریک انصاف کے پلیٹ فارم سے منقسم نتائج لے کر سامنے آئیں گے۔ پی پی پی، سندھ سے جاگیردارانہ اور

روایتی سیاست کے پیچ وخم کے ساتھ اپنا وجود برقرار رکھے گی۔ لیکن اہم بات یہ ہے کہ اسّی کی دہائی میں ابھرنے والی مرکنٹائل کلاس جس کو نہایت محنت سے میاں نواز شریف نے اپنی قیادت میں سیاست میں اہم مقام دلوایا، اب نئی ابھرنے والی مڈل کلاس کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ رہی ہے۔ اسی لیے مسلم لیگ (ن) نے ریپڈ بس اور دیگر منصوبوں کو پنجاب کے شہری حلقوں میں متعارف کروا کر اس نئی مڈل کلاس کو اپنی جانب راغب کرنا چاہا، لیکن فی الوقت ایسا نظر نہیں آرہا۔ اس سارے تناظر میں، آئندہ انتخابات کے بعد منتخب ایوانوں میں سوائے ایک تبدیلی کے کچھ خاص جھلک نظر نہیں آئے گی کہ وہاں کارپوریٹ کلچر کے بطن سے جنم لینے والی نئی مڈل کلاس کے نمائندے بھی نظر آئیں گے۔ حالیہ انتخابات میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ پی پی پی خاموشی سے روایتی سیاست کی بنا پر دیہی علاقوں پر انحصار کیے ہوئے ہے اور پنجاب کے شہروں میں مرکنٹائل کلاس اور کارپوریٹ کلاس کے نوجوان سیاسی تصادم میں مصروف ہیں۔ حقیقتاً مڈل کلاس کے اس تصادم کو ہمارے دانشوروں نے انقلاب اور Change سے تعبیر کر لیا ہے۔